Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۷) مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

تجویز کیجاتی ہے کہ ضلع ندیا کا نام ضلع پلاسی ہونا چاہیے۔ مگر اس معاملہ پر بہت سے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ **روس** کی خطرناک حالت کی وجہ سے زار کے تفریحی بیڑہ میں ایک جہاز تیار ہے تاکہ وقت ضرورت شاہی خاندان کو ڈنمارک میں لے جاوے۔ **ماسکو** کی پولیٹکل پارٹیوں نے اپنی ہی گورنمنٹ بنانے کا اور شاہی سلطنت پر آئندہ عمل درآمد کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ **۳۱۔ اکتوبر** کی خبر ہے کہ گذشتہ رات گاس لیمپ برقی روشنی کے کارخانوں کے ملازموں کی ترک ملازمت کے سبب سے شہر ماسکو اور سینٹ پیٹرزبرگ کے بہت سے محلوں میں سوائے لیمپوں اور بتیوں کے روشنی کا عدم تھی۔ **۳۱۔** اکتوبر کی خبر ہے کہ گذشتہ رات کو سینٹ پیٹرزبرگ کے دیکنس کارپوریشن کے ڈیلیگیٹوں نے رائے ظاہر کی ہے کہ جنرل سٹرائیک جاری رہے مگر ظلم اور تشدد نہ کیا جائے۔ **۲۹** اکتوبر جب ایمپرر کو کاونٹ ڈی وٹ نے زار کی ملاقات کی۔ **توقع** کیجاتی ہے کہ ۱۳ نومبر کو ایک ضابطہ کا اعلان ہوگا۔ **روس** کی تحریک بغاوت کی ایک خطرناک صورت یہ ہے کہ مختلف شہروں اور قصبوں میں حفاظتی فوج فراہم ہورہی ہے۔ **خبر** ہے کہ جرمنی کے وزیر جنگ نے ملکہ ڈاوگر سے ملاقات کی اور اسکو اطلاع دی کہ قیصر طاقتوں کو صلاح دیتا ہے کہ خلیج بحیلی سے نکل جاویں۔ **جاپان** میں امسال چاول کی فصل جیسا کہ توقع کی جاتی تھی اس سے بہت کم ہوئی ہے اس لئے امید کیجاتی ہے کہ تین حاکموں کی حکومت میں

کال پڑجائیگا۔ **یونین** پسفک ریلوے نیویارک کے چیرمن مسٹر ہیریمن نے پیشگوئی کی ہے کہ پسفک میں جاپانی جہاز رانی جلد تر اس حد تک ظاہر ہو جائیگی کہ یونائیٹڈ سٹیٹ کو مجبوراً کوآپریشن اور کمپیٹیشن دونوں میں سے ایک کو پسند کرنا پڑیگا۔ **ایک** ہسپانوی کروزر شیپ رژیان سے ٹکرا گیا اور اسمیں پانی بھر جانے کے سبب سے غرق ہوگیا۔ مگر اسپر کے سوار سب بچ رہے۔ **ناکس** اور پیرنس ہائنیس دو برٹش جہازوں کو حکم ہوا ہے کہ سویز سے نکلکر فوراً سمالی لینڈ کو چلے جاویں۔ **ہز جسٹس** لاٹوش نے افسوس ظاہر کیا ہے کہ پرنس آف ویلز کی ان صوبوں کی سیر کی وجہ سے میں بنارس میں صنعت اور زراعت کی اس نمایش کے افتتاح کے وقت حاضر نہو سکونگا جو دسمبر میں ہونے والی ہے۔ **ریلوے** بورڈ نے فوجی افسران کو اطلاع دی ہے کہ نارتھ ویسٹرن۔ اودھ اور روہیلکھنڈ۔ جی۔ آئی۔ پی۔ اور ایسٹ انڈیا ریلوے نے راولپنڈی کے جلسہ میں جانے والی فوج کو رعایت دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ **ہند** اور مغربی تبت کے درمیان جو تجارت ہوئی ہے اسکی تعداد گذشتہ موسم گرما کے درمیان ۱۲ لاکھ روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔ **ہسپانوی** جہاز جو ۲۵ اکتوبر کو غرق ہوگیا ہے اسکی رفتار سے قریب سات ہزار ٹن پانی منتقل ہوتا تھا اور بالکل جدید طور پر مسلح تھا اور اسکو مکمل ہوئے صرف تین ہی برس کا عرصہ ہوا تھا۔ اسکی رفتار ۲۰ ناٹ تھی اور اسپر دو گیارہ انچی اور آٹھ ۵ء۵ انچی گولے والی توپیں موجود تھیں۔ اسکی پوری تعداد ۴۰۸ آدمیوں کی اور قیمت ۷۰ لاکھ پونڈ تھی۔ **پرنس** آف ویلز کی آیندہ آمد سے جموں شہر کی رونق ہی اور ہوگئی ہے۔ ہر اطراف سے لوگ فراہم ہورہے ہیں کہ شہزادہ صاحب کے دیدار کے لئے مقامات معین کرلیں

جموں کے مختلف شہروں میں آتشبازی کا سامان کیا گیا ہے۔ **دہلی** میں ہندوں کی طرف سے ایک یتیم خانہ کھولا گیا ہے مدت سے اس کے افتتاح کی تجویز تھی مگر حامیان کی سستی کیوجہ سے ابتک ملتوی رہا۔ لیکن اب جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کی سعی سے انجام پاگیا ہے۔ **پنڈی** بھٹیاں میں ایک ہندو بیوہ عورت کے گھر میں آگ لگ گئی۔ اس کا سب کچھ جلکر خاک سیاہ ہوگیا مگر وہاں کے لوگوں نے کمال ہمدردی کے ساتھ چندہ فراہم کرکے اس کے نقصان کی تلافی کردی۔ **سمالی لینڈ** کے ملا المعین حلقہ تاثیر میں ملا صاحب پیر آمادہ چھیڑ چھاڑ ہیں۔ **تقدس** مآب بشپ صاحب لاہور نے معہ چند صاحبوں کے پنجاب کے اضلاع کا سفر شروع کیا ہے۔ **فروری** آیندہ سے شملہ میں شراب اور اسی قسم کی اور مسکرات پر ٹیکس لگانا تجویز ہوا ہے۔ **ہیر رائل** پرنس و پرنسس آف ویلز ۱۵ ماہ حال کو لندن سے عازم ہند ہوئے۔ **گورنمنٹ** کے چیف سکرٹری نے میسور اسٹینڈرڈ کے نامہ نگار کو ایک مجمع سے صرف اسی وجہ سے خارج کردیا۔ کہ وہ ریاست میسور کے متعلق غلط خبریں شایع کرتا رہا تھا۔ **کلکتہ** میں انتظام ہورہا ہے کہ سودیشی تحریک پر لوگ زیادہ جوش و خروش ظاہر کریں۔ **حضور پرنس** آف ویلز ۲۸ نومبر کو تین بجے دن کے رونق افروز لاہور ہونگے۔ سٹیشن سے سواری کا جلوس حوالی لاہور اور قلعہ کی طرف جائیگا قلعہ کے قریب والیان ریاست کے کیمپ کے قریب سے گذرتے ہوئے انارکلی کے باغات اور وہاں سے ٹون ہال کو جائیگا۔ جہاں میونسپل ایڈریس پیش ہوگا۔ بعدازاں سواری ٹھنڈی سڑک سے ہوتی ہوئی گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہوگی۔ **پچھلے** سال لندن کی آبادی قریباً ۴½ لاکھ تھی؛

ایڈیٹوریل نوٹس

لارڈ منٹو۔ ہمارے جدید ویسرائے لارڈ منٹو صاحب ایک بڑے چیدہ اور کارکن اور تجربہ کار اور صاحب لیاقت معلوم ہوتے ہیں۔ ہند کی ویسرائی پر متعین ہونے سے پہلے آپ کناڈا کے گورنر جنرل تھے۔ ۱۸۷۹ء میں آپنے افغانستان میں کام کیا ۱۸۸۱ء میں لارڈ رابرٹس صاحب کے کیمپ میں پرائیویٹ سکرٹری رہے ہیں ۱۸۸۲ء میں مصر کے معرکہ میں شامل ہوئے۔ کناڈا میں ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۵ء تک لارڈ لینسڈون صاحب کے ملٹری سکرٹری کاکام انجام دیتے رہے ۱۸۸۵ء کے شمال مغربی بغاوت کے وقت اِس اسٹاف کے اعلیٰ افسر رہکر لارڈ منٹو صاحب نے اس خطرناک موقع پر کناڈا کی عام حالت سے بخوبی واقفیت حاصل کرلی۔ اور اس سے انہوں نے بڑا بھاری تجربہ حاصل کیا۔ اسوجہ سے اس کے نیرو برس بعد لارڈ ابرڈین کی جگہ گورنر جنرل ہوئے۔ کناڈا میں رہکر انہوں نے جو لیاقت اور تجربہ اور بلکہ ملکی انتظام اور تدبر میں حاصل کرلیا ہے اسکی وجہ سے آپ ہند مین ویسرائے کے عہدہ پر مامور ہوگئے۔ سب سے پہلا اول آف منٹو ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء تک بنگال کا گورنر جنرل رہا تھا۔ اِسکی عہدہ ویسرائی کا زمانہ خاص خاص مشنوں کے سبب سے مشہور ہے جن سے کمپنی کی خدمات اور پنجاب سندہ افغانستان اور فارس کے درمیان ایک بڑا تعلق پیدا ہوگیا تھا۔ پہلی مشن میں مسٹر مٹکاف رنجیت سنگھ کے دربار میں لاہور کو روانہ کیا گیا۔ الفنسٹن پشاور میں افغانستان کا حاکم مقرر ہوا اور ملکولم فارس کی رسالت پر بھیجا گیا۔ ان مشنوں سے ہند میں کمپنی کا بہت کچھ فائدہ ہوا اور ان سے لوگوں کی توجہ شمال مغربی سرحد کیطرف زیادہ منعطف ہوگئی اور یہہ واقع ہند کی تاریخ کا ایک نہایت مشہور حصہ ہے گورنمنٹ ہند کی خوش نصیبی ہے کہ اسکو ایسا لائق خلق اور تجربہ کار اور ایسا حاکم ہند کے لئے ملگیا ہے جنکی قسمت میں اباً وجداً ہند کی عنان حکومت چلی آتی ہے۔ پرنس آف ویلز کا ہند کی سیر کے لئے اسکی عہد حکومت کے عین ابتدا ہی میں آنا ان کے لئے بڑی خوش نصیبی اور نیک شگونی ہے۔

بائیبل کی ترقی۔ یونائیٹڈ سٹیٹس اور کناڈا میں بادی النظر میں عموماً بائیبل کی ترقی بقول غیر اقوام کے اخبارات اور دیگر مذہبی رسالجات کے مسیحی ممالک میں کم ہوتی جاتی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے اور تمام مسیحی مشنوں کی رپورٹوں کا ملاحظہ کیا جاوے تو ہم مقابل کے نتیجہ پر آجاتے ہیں اور بے تحاشا کہہ سکتے ہیں کہ بائیبل کی ترقی دن دونی اور رات چوگنی ہوتی جاتی ہے۔ عوام میں بائیبل کے مطالعہ کا شوق بڑھتا جاتا ہے۔ مسیحی جماعتوں کیطرف سے اسکی شاعت اور تدریس وتعلیم میں بڑی بڑی محنتیں کیجاتی ہیں اور ان سے نمایاں اور دلیری بخش نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ مسٹر ایچ۔ جے کا کینتھ صاحب بہادر ایم ۔ اے کالجوں بائیبل کے مطالعہ کی خاطر وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سیکرٹری ہیں۔ یہہ بیان ہے کہ صوبجات متحدہ امریکہ اور کناڈا میں بائیبل کے ترتیب وار روزمرہ کے مطالعہ کا شوق اور تحریک جوانوں کے درمیان بہت بڑھ رہی ہے۔ امریکن یونیورسٹیوں میں تیس ہزار سے بھی زیادہ طلباء درج رجسٹر ہیں۔ یہہ تحریک تمام ایسوسی ایشنوں کے درمیان پھیل گئی ہے اور کم از کم ڈیڑھ لاکھہ جوان ہر درجہ اور پیشہ کے بڑی سرگرمی اور کوشش سے اس مطالعہ میں مشغول ہیں۔ یہہ مطالعہ ترکیبی اور تشریحی ہر دو صورت سے ہوا کرتا ہے۔ اِس مقصد سے مختصر کتابیں تیار کی گئی ہیں مگر اِس مطالعہ کی خصوصیت یہہ ہے کہ طلباء اپنے مطالعہ کی کتب کی بذاتہہ اور اپنے ہی خاطر تحقیق وتدقیق کرتے ہیں اور دوسروں کی رایوں اور تحقیقات پر زیادہ توجہ یا اقتبار نہیں دیتے۔ یہہ تحریک کلیتہً بالرضا ہے اگرچہ مسیحی خادمان دین ہر جگہ ان ایسوسی ایشنوں سے بڑی دلچسپی اور ہمدردی ظاہر کرتے اور مدد دیتے ہیں مگر در اصل یہہ کسی خادم الدین کی تحریک نہیں ہے بلکہ ایک معمولی اور عام آدمی کی تحریک کا نتیجہ ہے جو وائی ایم۔ سی۔ اے اور دیگر اسی قسم کی ایسوسی ایشنوں سے عمل میں آئی ہے۔ ہند میں بھی وائی۔ ایم۔ سی۔ اے یورپین اور ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان بڑا کام کر رہی ہے۔ اور بڑی ترقی پر ہے۔ اگرچہ بعض ایسوسی ایشنوں میں بہت زیادہ اور معمول سے بڑھکر کاروائی ظہور میں نہیں آئی۔ توقع کیجاتی ہے کہ ہر ایک وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔ اپنے اپنے فرایض کو بدرجہ غایت خوش اسلوبی سے ادا اور اس خداوند کا جلال ظاہر کرینگے ۔

وی اینا کے ہسپتالوں میں ۲ آدمی زیر علاج ہیں جو آفتاب کیطرف کالی آنکھہ سے دیکھتے رہنے کی وجہ سے آشوب چشم میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ ایک کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُس کا مرض لاعلاج ہے۔ اسی طرح ویلز میں بھی ایک عجیب واردات ہوئی ہے کہ ایک عورت دلی دلچسپی اور توجہ سے ایک دوربین کے ذریعے آفتاب کے کسوف کی طرف دیکھہ رہی تھی۔ مگر جب اس سے فارغ ہوئی تو فوراً سخت قسم کے دردسر کی شکایت کرنے لگ پڑی اور آخر کار سکتہ کے مرض میں شام کے وقت راہی ملک عدم ہوئی۔ واہ رے انگریز واجرات واستقلال اسی کا نام ہو اپنی صحت بلکہ جان بھی ہتھیلی پر رکھکر تحقیقات میں مصروف ہوتے ہو۔

لمعان الحق - یہہ ایک چھوٹا سا رسالہ مسیح کی آمد ثانی کے بارے ہیں مسٹر عبدالحق صاحب بی۔اے ہیڈماسٹر مڈل ڈیپارٹمنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیاں کی تصنیف ہے۔ اس پمپلٹ کے کھولتے ہی دلمیں یہہ خیال آیا تھا کہ ضرور مولف صاحب نے خداوند مسیح اور مرزا قادیانی میں مماثلت بتاکر ثابت کرنے کی کوشش کی ہوگی مگر معاملہ بالکل برعکس نکلا۔ آپ موضوع رسالہ سے بہت دور چلے گئے۔ آپ نے پہلے مسیح کی آمد کی بابت یہودیوں کی غلط امید کا خاکہ کھینچا ہے اور یہہ بتایا ہے کہ یسوع ویسا مسیح نہ تھا جیسا کہ وہ مانتے اور اسکی انتظاری کرتے تھے۔ یہہ بجا ہے۔ پھر مسیحیوں کی رایوں اور عقیدہ اور امید کی بابت کچھہ قلم چلایا ہے اور اپنی ساری رد و کد اور جد و جہد کو محض انسانی تفسیرات اور خیالی باتوں اور تاویلات پر مبنی کیا بعض آیات کا جو بادی النظر میں باہم نقیض معلوم ہوتی ہیں حوالہ دیا ہے مگر اصل مطلب اور مفہوم کو ماسٹر صاحب نے مس بھی نہیں کیا۔ اور انجیلی آیات کا بالکل تعصب کی نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ مسیح اور قادیانی کی ذرہ بھی مماثلت نہیں بتائی جو ماسٹر صاحب کا اصل مطلب تھا۔ یہہ رسالہ قیمتی مرقادیان کے مطبع ضیاءالاسلام میں طبع ہوا ہے اور غالباً وہاں ہی سے ملسکتا ہے۔

مسیحی عالم میں ریوایول - بیسویں صدی بڑے بڑے مطبعی تمدنی بادشاہی اور علمی تحرکات اور تجددات اور اصلاحات کی یادگار ہے۔ یہی سال مسیحی جماعتوں میں ریوایول برپا ہونے کے لئے بھی مشہور و معروف ہے۔ دنیا کے ہر اطراف سے ریوایول کی آرزوئیں اور ظہور اور اُن کے دلکش اور پر اثر تذکرات سننے اور پڑھنے میں آتے ہیں تمام دنیا کے مسیحیوں میں کچھہ ایسی روحانی اور اخلاقی بیچینی اور تحریک ہو رہی ہے جو ایک اعلیٰ اور عمدہ نتیجہ کی برآمد کی طرف ہمارے انتظار کو بڑھا رہی ہے سینکڑوں کی دعاؤں کا نمایاں اور نتیجہ خیز اور دائمی جواب بھی کافی طور پر ملگیا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں پر روح القدس اس زور و شدت کے ساتھہ نازل ہوا کہ شرکا میں سے بہت سے سچے روحانی جوش میں آکر اور روح القدس کی تاثیرات سے معمور ہوکر گانے بجانے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرنے۔ خدا کی بندگی اور حمد اور مدح سرائی میں مشغول ہونے یعنی توبہ کرنے لگ پڑے۔ ان کی زندگی ایسی تبدیل ہوگئی کہ وہ نئے مخلوق ہوگئے۔ آیندہ کو انہوں نے اس نئی خلقت کے زندگی بخش اصول کے مطابق چلنے کا قطعی فیصلہ کرلیا اور اپنی مابعد کی زندگی سے اس کا پورا پورا ثبوت بھی پہنچا دیا۔ دوسری طرف اکثرین اس ظہور جلیل کی انتظاری میں بڑی سرگرمی سے دعائیں کر رہے ہیں کہ یا خدا ہمکو بھی وہ دن جلد دکھلا۔ ریوایول کی یہہ دعا اویلز سے شروع ہوکر اب ہند کے مختلف مقامات میں پھیل گئی ہے۔ پونا کے نزدیک راما بائی کا زنانہ مدرسہ کھنسوری۔ برار۔ سیالکوٹ۔ سیام کی پہاڑیاں وغیرہ وغیرہ مقامات اس تاثیر کا مرکز بنگئے ہیں۔ اسمیں ایسے عجیب عجیب نظارے اور روح کے حیرت افزا کرشمے اور بدلنے والی طاقت نمایاں ہے جس سے مسیحی مذہب کی عملی صداقت اور اس کا انسانی روح کے لئے کافی اور وافی وسیلہ ابدی خوشی کا ہونا پایہ ثبوت کو پہنچگیا کاشکہ تمام ہند کی ہر ایک مسیحی جماعت روح القدس کے آسمانی جلال ظہور کو اپنے اپنے شرکار کے دل اور زبان میں دیکھے اور اس لازوال اور طاقتور خوشی سے معمور ہو جس کا وعدہ کلام میں کیا گیا ہے۔

غیر اقوام بھی اس ریوایول کے بخوبی قائل ہیں اور ضرور آیندہ کو بھی قائل ہوں گے اور جس مذہب کو وہ آج نفرت اور عناد کی نگاہوں سے دیکھہ اور اسکی سخت مخالفت کر رہے ہیں اسی کے اسوقت پابوس اور تعجب اور دلچسپی سے دیکھنے والے ہو جاوینگے۔ کاشکہ پودیانہ کی اور کل پنجاب و ہند کی پریسبٹیرین اور دیگر کلیسائیں بھی ایسی تازگی بخش ایام کو دیکھیں اور ان سے حظ روحانی اٹھاویں اور ہر طرح کی روحانی برکتوں سے مالا مال ہوں۔ خداوند ہم پر برکت بخشے اور اپنے چہرہ کا نور ہم پر جلوہ گر فرماوے۔

تذکرۃ الحکماء یونان

جبکہ ایک طرف افلاطون نے اپنے مکالمات میں سقراط کی طرز تعلیم کے جنبی نتائجی طریقہ کی توضیح و تشریح کی تو دوسری طرف اس کے دوسرے شاگرد زینوفن نے اپنے استاد کے اس طریقہ کی گلہ گذاری کی اور یہہ کہا کہ اس پہلو سے لوگ سقراط کو بڑا ہی مشتی اشتخص تصور کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ نیکی کا اچھا ہادی نہیں ہے مگر فرض جوش دلانے اور مشتعل کرنے کی طاقت رکھتا ہے (یادگار سقراط کتاب ۱:۴)۔ اسکی تصنیف یادگار سقراط کا ایک منشا اس امر کو ظاہر کرنے کا ہے کہ سقراط نے اپنی نفی طرز تعلیم کو بدرجہ کمال پہنچا کر اپنی طرز بدل دی اور اس سے کنارہ کش ہوگیا۔ اور اپنے سامعین سے سادہ اور صاف صاف اور ایسے طور پر مخاطب ہوا کرتا تھا جو انکی عملی زندگی کے لئے نہایت ہی مفید تھا (یادگار سقراط سوم کتاب ۱:۶۔ نیز دیکھو یوتھوڈیمس کے ساتھہ اس کے مکالمہ کے آخر میں جو اسی کتاب میں مندرج ہے)۔ یہہ باتیں سقراط کی نسبت نہایت ہی قرین قیاس معلوم ہوتی ہیں کیونکہ اپنے مکالمات میں سقراط کو ایسے طور پر پیش کرتا ہے گویا کہ وہ پرہیزگاری دینداری۔ بچوں کے فرائض جو وہ والدین سے رکھتے ہیں۔ برادرانہ الفت۔ دوستی میں وفاداری اور فیاضی وغیرہ

کا ذکر موجبہ صورت میں کرتا ہے۔ یہہ صورت سقراط کی طرز تعلیم کا ایک پہلو تھا۔ سقراط کی طرز عموماً پروٹیگس اور اعلیٰ درجہ کے سوفسطائیوں کے ساتھ تھی۔ اور فائیدو بھی اُسکی ایک مثال ہے ؛

مُراسلاتؔ

نمبر (۱۲)

اکثر خاندانوں میں اوسطاً تیس۔ چالیس یا پچاس سالوں کے عرصہ میں مختلف اشخاص اجنبی مزدور دوست آشنا چھت تلے پناہ پاتے ہیں ان سبھوں کے اوپر حقیقی خاندانی عبادت کے سبب ضرور نیک تاثیر ہوتی ہے اگر عبادت صرف اسی وقت کی جائے جبکہ ایسے لوگ حاضر ہوں تو وہ زندہ عبادت نہیں ہو سکتی اور اگر اُن کے حاضر ہونے پر وہ موقوف کر دی جاوے تو کسی طرح کی نیک تاثیر نہیں ہو سکتی ہو اگرچہ کوئی بچہ یا نوکر یا اجنبی یا چند روزہ مہمان بھی نہو تا ہم اس خاندانی عبادت کی ہمیں اس لئے ضرورت ہو کہ ہمارے اوپر اُسکی نیک تاثیر رہے ایک خلائق دوست Howard ہاورڈ نامی نے اس فرض میں کبھی غفلت نہ کی اگرچہ اس کے ساتھ اس عبادت میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک ہی شخص تھا جو اُس کا نوکر تھا وہ کہتا تھا کہ جہاں میرا خیمہ ہو وہاں خدا کے لئے بھی عبادت گاہ ہونی چاہئے کسی کو اجازت نہ تھی کہ اسمیں کچھ دخل دے اور ہر ایک شخص کو جو اسکے پاس کسی کام کے لئے آتا بند دروازہ کے باہر ٹھہرنا پڑتا تھا جبتک عبادت ختم نہ ہو جاوے ؛

ہمارا فرض جو ہماری نسبت ہو اور ہماری روحانی بہبودی اور فضل کی ترقی اس بات کو طلب کرتے ہیں کہ ہماری خاندانی عبادت گاہوں پر رات دن آگ کبھی بجھنے نہ پاوے خدا جانتا ہو کہ اسکو ترک کرنے اور پھر شرارت کی راہ میں بھٹک جانیکا بڑا اندیشہ ہو وہ شیطان کے نطرتی اثر کو جانتا ہو جو چاروں طرف ہمیں گھیرے ہوئے ہے وہ مہربانی سے ہمکو فضل کے بہت سے ظاہری وسائل عطا کرتا ہو جنکو دیانتداری کے ساتھ استعمال کرنے سے ہمیں مسیحی زندگی میں قائم رہنے کے لئے بڑی مدد ملتی ہے ہم ان میں سے چھوٹی سے چھوٹی مدد کی تحقیر یا اسمیں غفلت نہیں کر سکتے ہیں خاندانی پرستش تو ایک بھاری مدد ہے ؛

یہہ بائبل کی سچائی اور اس کے واقعات کو بڑی صفائی کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے اور ہمارے ذہن نشین کرتی ہے اس سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ ہمارا دائمی انحصار خدا ہی پر ہو اور زندگی کے تمام معاملات میں ہمیں اسی کی ضرورت ہو یہہ ہمارے اوپر وہ باؤ ڈالتی ہو کہ ہم دن بھر راستی سے کام کریں وہ آدمی جو اپنے خاندان کے ساتھ دعا مانگتا ہے دن میں بد مزاجی اور بُرے خیالات اور بد عادتوں کے لئے ایسا مستعد نہ ہوگا جیسا کہ وہ آدمی جو اپنے خاندان کے ساتھ دعا نہیں مانگتا ؛

وہ کون کون سے عذر ہیں

جو مسیحی لوگ خاندانی عبادت کے نہ کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں انکی کتنی ہی قسمیں ہوں لیکن گھٹ کر دو ہی رہ جاتی ہیں۔ "مجھے ایسا کرنے سے شرم آتی ہو" یا یہہ "میرے لئے بہت دشوار ہے"۔ بیشک ایسے فرض کو ادا کرنے کے لئے جو عموماً مانا جاتا کوئی عذر کافی نہیں ہے۔ ہمیں نے دکھلایا ہے کہ خاندانی پرستش ایک ایسا فرض ہو جس سے ہر ایک خاندان کو ضرور ادا کرنا ہے۔ اس لئے خاندان کے پاس اسکو نہ ماننے کے لئے کوئی کافی عذر نہیں ہو سکتا اس کے دشوار ہونیکی بابت میں تاکید سے کہتا ہوں کہ خانگی زندگی کا کوئی انتظام خواہ وہ کاروبار سے تعلق رکھتا ہو خواہ کھانے سے خواہ رہنے والوں سے اگر وہ خانگی عبادت میں حارج ہو تو ضرور موقوف کر دینا چاہئے وہ تمام عذر جو دشواریوں کی نسبت کئے جاتے ہیں خاندانی عبادت گاہ کے بنانے کی دلی خواہش اور ٹھہرائے ہوئے مقصد کے ذریعہ آسانی کے ساتھ دور اور مغلوب ہو سکتے ہیں۔ اگر کل خاندان ایک وقت میں اکٹھا نہیں ہو سکتا ہے تو دوسرے وقت میں ہو سکتا ہو۔ اگر یہہ ناممکن ہو کہ خاندان کے کل شریک ایک ہی وقت جمع ہو سکیں تو یہہ نہیں ہو سکتا ہو کہ ایک حصے کی غیر حاضری کے سبب سے باقی حصہ بھی اس فرض کو ادا کرنے میں غفلت کرے۔ وہ شخص (خواہ کسی پیشے کا ہو) جو خاندانی عبادت کے لئے وقت کے نہ ملنے کی عذر خواہی کرتا ہے۔ مسیحی نام کے لائق نہیں ہے ؛

دوسرے عذر کی نسبت۔ وہ شخص جو اس فرض کو ادا کرنے میں ٹھٹھا یا شرماتا ہو اُس کے ان الفاظ پر خوب غور کرے جس سے وہ خداوند اور مالک کہتا ہو "پس جو کوئی اس حرامکار اور گنہگار پشت میں مجھ سے اور میرے کلام سے شرمائیگا تو ابن آدم بھی جبکہ وہ اپنے باپ کے جلال میں اپنے پاک فرشتوں کے ساتھ آویگا اس سے شرمائیگا" اور ان الفاظ پر بھی جو کوئی اپنی صلیب اٹھا کر میری پیروی نہیں کرتا وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا ؛

اس دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس میں خود انکاری نہ ہو مسیح کی پیروی نہیں ہو سکتی ہے اگر ہم اپنی صلیب اٹھا کر نہ لیجائیں۔ اور وہ جو اس سادہ فرض میں ضد سے غفلت کرتا ہے اپنے خداوند کا انکار کرتا ہے ؛

جب موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر پھینک دیا تو وہ سانپ بن گیا اور وہ اس کے سامنے سے بھاگا اور جب اُس نے دلیری سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑ لیا تو وہ اس کے ہاتھ میں پھر عصا بن گیا یہی حالت اس خاندانی دعا کی فرض کی ہے اسے پھینک دو اپنے ہاتھ سے نیچے گرا دو تو

وہ بدی کا عصا ہو جائیگا اور کسی نہ کسی وقت میں خدا کے غضب کو تمپر لائیگا اگر دیرا اور بھروسا کرنے والے دل سے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو تو وہ بدل کر برکت کا عصا بن جائیگا جس سے آسمانی باپ کی رحمت تمپر اور تمہارے عزیزوں پر نازل ہوگی کیا ہمارے درمیان اس سادہ مسیحی فرض کے ادا کرنے میں حد سے زیادہ غفلت نہیں ہوتی ہے اگر کوئی خاندان بغیر عبادت گاہ کے ہو تو جیسا کہ ایسا ہی ہوتا ہے اگر تمہارے گھر میں خدا کے لئے کبھی کوئی عبادتگاہ نہ ہوئی یا اگر تھی تو برباد ہو گئی ہے تو وہ از سر نو پھر تعمیر کی جاوے تمہارا پاسبان بھی اس عبادتگاہ کو تعمیر کرنے میں بڑی خوشی کے ساتھ کسی وقت اور کتنے ہی حیلے پر تمہیں مدد دینے کے لئے جائیگا اس کا دل اور بہتوں کے دل یہہ سنکر بہت خوش ہونگے کہ ایسی عبادتگاہ تمہارے گھر میں قائم ہوئی ہے ؀

خدا اسوقت کو جلدی لاوے جبکہ کل دنیا کی تمام مملکت کے گھروں میں دعا اور حمد کی آواز سنائی دیگی ؀

دعا میں سرگرمی کی ضرورت

دعا ایماندار کی روزمرہ خوراک ہے جس سے وہ روحانی طاقت اور قوت پاتا ہے - جو دعا کے عادی اور مشاق ہیں وہ اسکی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں - سپرجن صاحب اسکی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ دعا کرنے میں دلکو کشادہ اور آمادہ کرنا نہایت ضروری ہے نہیں تو دعا کی قبولیت سے برکتیں نازل ہونے سے رک جائینگی - اسکی نسبت وہ ملک انگلستان کے ایک رئیس اعظم کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ کرسمس کے دنوں میں اس نے غریب دہقانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے برتنوں کو خوراک سے لبالب بھر دیگا جو وہ لا دینگے تو وہ غریب لوگ ہر سال بڑے سے بڑے برتن لانے لگے اور وہ فیاض ان کے تمام برتنوں کو اسی طرح بھروا دیتا انکو اجازت تھی کہ کتنا ہی بڑا برتن لا دیں وہ بھروا جاویگا چاہے کوئی بہت چھوٹا برتن لانا چاہے کوئی بہت بڑا برتن لانا سب بھر دیئے جاتے تھے اور غریب لوگ عموماً بڑے بڑے برتن لاتے تھے - غریب لوگوں نے بڑے برتنوں کے لانے میں ایک طرح خوب ہوشیاری کی جسکا فائیدہ انہوں نے اٹھایا اسی طرح سے خدا کے حضور دعا مانگنے والوں کے لئے خدا کا وعدہ ہے جو کچھ تم مانگو تمکو ملیگا پر افسوس ہم اپنے دل کے برتنوں کو بجائے بڑا اور کشادہ کرنے کے تنگ بنا لیتے ہیں اور برکتیں رکی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - اور کلام الٰہی میں بھی صاف اس کا اظہار ہے کہ تم نہیں پاتے کیونکہ نہیں مانگتے یا بدنیتی سے مانگتے ہو - چاہئے کہ ہم اپنے دل کے برتنوں کو خدا کی برکتوں سے مالا مال کرنے کے لئے کشادہ کریں اور نہایت سرگرمی اور شوق سے اپنے نہایت فیاض آسمانی باپ سے جو بخشنے میں غنی ہے مانگیں اور وہ ضرور دیویگا - آجکل کئی جگہوں سے ریوایول کی سرگرم خبریں سنی جاتی ہیں پر حقیقتاً دعا ہی سے ریوایول ہو سکتی ہے ؀

راقم جے - ایس

نمبر ۱

سلسلہ کیلئے دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۳ر مارچ ۱۹۰۵ء

خدا محبت ہے

خدا محبت ہے - ایوحنا ۴: ۸

اس سنگ دل کو فخر ہے اک شعلہ طور کا
حاصل مجھے ہے مرتبہ اک کوہ نور کا
ظلمت گئی اندھیرا بھی چھپا جو آفتاب
منظر کا نقش ہے میری آنکھوں پہ دور کا
کرتا ہوں جبکہ حق کی محبت کو دلمیں یاد
عالم ہے محویت مجھے نقشہ سرور کا
ہاں گر یکبار عیاں الفت خدا غوطہ نہیں ڈالتا مجھے مسئلہ عبور کا
نہ رہسکوں بغیر بیاں کر سکوں تو کیا!
یاں جانتے ہیں جہل ہے بدلہ شعور کا
ہم بیشعوریوں میں ہیں پاتے شعور حق
دھندلے سے دیکھے آئینہ میں جلوہ نور کا

خدا محبت ہے کلام میں سے ایک حصہ کلام کا یہہ بھی ہے کہ خدا محبت ہے جس کا یقین نہیں کیا جاتا اگر مجھے آج کے دن اس بات کا یقین ہوتا کہ بائبل کی اس حقیقت کو لوگ مان رہے ہیں اور ایماندار اسپر ایمان رکھتے ہیں تو آج کے دن اس آیت پر وعظ کرنیکی ضرورت نہ ہوتی بلکہ ہمارے درمیان ابتک اسبات کی ضرورت ہے کہ خدا کی محبت پر سوچیں" (موڈی)

اسمیں شبہ نہیں کہ وہ حقیقت جو ہماری سندی آیت میں پائی جاتی ہے اکثر ایماندار بھی جیسا چاہئے اسپر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور چونکہ یہہ حقیقت ایسی گہری ہے ہم اکثر اسکی گہرائی تک بھی نہیں پہنچتے ہیں - اسوجہ سے ہمکو اسپر بار بار غور و فکر کرنیکی ضرورت ہے اور اسی لئے آج ہم پھر اسی پر سوچنا چاہتے ہیں - خدا کی روح جو خدا کی گہری باتوں کو جانتی ہے وہی آج ہماری ہدایت کریگی کہ ہم اس کے کلام سے حظ اٹھائیں - خدا محبت ہے ؀

۱ - صورت انکاری -

خدا محبت ہے کے جملے سے ہر ایک ایسے معبود کی الٰہی ہستی سے انکار پایا جاتا ہے جو محبت سے خالی ہے جس خدا میں محبت نہیں یا جو خدا محبت نہیں ایسے خدا کے ہونے کا انکار ہے - ہاں ایسا کوئی خدا نہیں ہو سکتا جو محبت نہ ہو ہم دیباچہ محبت میں دکھا چکے کہ ہر ایک ذی شعور ہستی کے لئے محبت لازم ہے اور جہاں پر محبت نہ ہو - وہاں پر ہر ایک ذی شعور اور با تمیز ہستی کا وجود کالعدم ہے - کیونکہ کوئی ذی شعور ہستی بغیر جذبات قلبی کے پائی نہیں جا سکتی ہے لہذا کوئی ہستی بغیر محبت کے خدا مانی نہیں جا سکتی ہے اگر کسی ذات کو یا وجود کو انسان الوہیت کی تمام صفات کا موصوف

گردانتا ہے لیکن اس سے محبت کو منسوب نہ کرے تو بھی ایک وجہ ایسے وجود کے خدا نہ ہونیکی کافی ہے دنیا میں بڑے بڑے لوگ ہوگذرے اور انہوں نے ایک خدا کی ہستی کو کسی قدر محسوس کیا اور اس سے بعض اعلیٰ صفات منسوب لیکن انہوں نے ایک ہی غلطی کی کہ خدا کی طرف محبت کو منسوب نہ کیا۔ اسی سے آج ظاہر ہوگیا کہ آن سے کبھی کوئی الہٰی دل ہمکلام نہ ہوا اور اسی باعث سے آجتک انکا خدا بغیر محبت کے خدا مانا جاتا ہے جسکی ہستی کا ہمکو انکار ہے اور ہم کبھی ایسے وجود کے خدا ہونے پر اتفاق نہ کرینگے جسمیں محبت کی بو تک نہیں پائی جاتی ہے ؏

پادری غلام مسیح از ڈیرہ ددن

نمبر ۳- ۹۹- ۲

گورنمنٹ عالیہ ہند

صیغہ مال وزراعت

معاملہ اراضی

مقام کلکتہ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

رزولیوشن

متعلق آن اصول کے جنکو معاملہ اراضی کی التوا و معاف کرنیکے وقت ملحوظ رکھا جائے

جب سے کہ برٹش حکومت ہندوستان میں قائم ہوئی ہو اس ملک میں انتظام مالگذاری اراضی ایک مستند طریق پر جاری رہا ہے جس کی رو سے مستقل جمع نقدی میں لگائی جاتی رہی ہے اور کچھ عرصہ تک یہی رقم بلا کسی کمی و بیشی کے سال بسال کئی سال تک واجب الوصول ہوتی ہے۔ اس طریق انتظام میں بظاہر اس قدر فواید تھے اور جو تکالیف حکومت انگریزی کے قائم ہونے سے پیشتر مالگذاری وصول کرتے وقت پیش آتی تھیں ان سے اس قدر سبکدوشی حاصل ہوگئی تھی کہ بہت مدت تک عہدہ داران سرکاری ایسی تجاویز کو بہت بری نگاہ سے دیکھتے رہے جن کا منشا یہہ ہوتا تھا کہ اصول مذکورہ کی پابندی میں کسی طرح کی ترمیم یا تخفیف پیدا کی جائے لیکن ایسے علاقہ جات میں جہاں (اور ایسے موقعوں پر جب) کہ پیداوار میں بہت اختلاف ہوتا تھا معاملہ مستقل کی وصولی میں سخت گیری سے جو خرابیاں پیدا ہوئی تھیں آن کو ۱۸۸۰ء کے قحط کے کمیشن نے ظاہر کیا تھا۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ ہند نے ۱۸۸۲ء میں اس غرض سے ہدایات جاری فرمائیں کہ تشخیص و وصول معاملہ کے اُس سخت طریق کو جو اُس وقت تک رائج رہا تھا جہاں ضرورت ہو نرم کر دیا جاوے۔ وہ بڑے اصول جن پر کہ ۱۸۸۲ء کی ہدایات مبنی ہیں گورنمنٹ عالیہ ہند کے خیال میں بالکل درست اور ان اصول سے مشابہ ہیں جن کو گورنمنٹ عالیہ موصوف اب قائم کرنا چاہتی ہے۔ لیکن ہدایات مذکورہ بالا اولاً صرف شمالی ہند اور ممالک متوسط کے آن اضلاع پر جن کا بندوبست خام ہوا تھا اطلاق پذیر تھیں اور آن اضلاع میں بھی چند سالوں تک ہدایت مذکورہ پر عملاً کارروائی پوری نہیں کی گئی تھی۔ ہندوستان کے بہت سے حصص میں شکایات اس بارہ میں کی گئی تھیں کہ زراعت پیشہ رعایا کے مقروض ہونے کی زیادہ تر یہی وجہ ہے کہ خراب فصلوں میں بھی مطالبہ سرکار سختی سے وصول کیا جاتا ہے۔ پس ۱۸۹۴ء میں گورنمنٹ عالیہ ہند نے زراعت پیشہ اشخاص کی مقروض حالت کے سوال پر غور فرماتے وقت ایک خاص تحقیقات اس بارہ میں بھی فرمائی کہ کیا ملک ہند کے طریق مالگذاری میں زیادہ تر نرمی کا استعمال کیا جانا ممکن ہے لیکن گورنمنٹ ممدوح کے خیال میں اقوام زراعت پیشہ کی مقروض حالت کے سوال کے دیگر پہلو مقدم معلوم ہوئے تھے لہٰذا ۱۸۹۴ء کی تحقیقات کے نتیجہ کے مطابق کوئی خاص کارروائی نہیں کی گئی تھی۔ بجز اس کے کہ زراعت کے متعلق آن نقایص کی نسبت جو مقامی اعداد سے ظاہر ہوئے تھے باحتیاط تحقیقات حسب دستور سابقہ کرنے کی تاکید ہوتی رہی۔ لیکن اس سوال پر مکرر غور کرنے کی ضرورت کا خیال ۱۸۹۶-۹۷ء و ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کے قحطوں کے تجربہ سے پھر پیدا ہوا اور ۱۹۰۱ء کے کمیشن قحط نے اپنی رپورٹ میں کل ہندوستان بھر کے طریق وصولی مالگذاری میں اصلاح کرنے کے لئے بہت سی ضروری تجاویز پیش کیں یہہ تجاویز ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو حسب ضابطہ لوکل گورنمنٹوں کی خدمت میں برائے رائے ارسال کی گئی تھیں اور ساتھ ہی اس کے گورنمنٹ عالیہ ہند نے اپنے رزولیوشن مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۲ء متعلق گورنمنٹ ہند کی پالیسی بابت معاملہ اراضی" میں یہہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ وصولی معاملہ کے متعلق حسب ضرورت زیادہ نرمی کا استعمال کیا جاوے گا کمیشن قحط کی تجاویز کے متعلق اب لوکل گورنمنٹوں کی رائیں موصول ہو چکی ہیں اور جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل آن مختلف جوابات پر غور فرمانے کے بعد جو جناب ممدوح کو موصول ہوئے ہیں اس موقعہ پر آن اصولوں کی تشریح کرنا مناسب خیال فرماتے ہیں جن کا کہ آئندہ لوکل گورنمنٹوں کو مضمون ہذا کے متعلق کارروائی کرنے میں ہدایتاً پابند ہونا چاہئے ؏

۲- یہہ امر تمہیداً بیان کیا جاتا ہے کہ اُن ہدایات کا جو گورنمنٹ ہند کے رزولیوشن مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۲ء میں جاری کی گئی تھیں ایک بڑا حصہ ایسا ہے جس کو گورنمنٹ ممدوح اب نہ بدلنا نہیں چاہتی۔ ملک ہند کے عمدہ انتظام مالگذاری کی تمہید کے طور پر ہدایات مذکور ہیں اس ضرورت کو نمایاں طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ جملہ

اراضی زرعی کی تین اقسام مقرر کی جائیں یعنی "محفوظ" "غیر محفوظ" اور "غیر مستقل" کسی نہ کسی شق میں ہر قطعہ اراضی دکھایا جانا ضروری ہے جہاں تک کہ اس طریق کے باعث تمدنی حالات کی دائمی جانچ پڑتال بدیں غرض کرنی پڑتی ہے کہ ایسے حالات کو شروع ہی میں دریافت کیا جاوے جن کی وجہ سے ایسی زراعتی ابتری یا خراب حالت کے واقع ہونے کا احتمال ہو جس کے باعث معاملہ مشخصہ جو پہلے مناسب تھا غیر معمولی طور پر سخت ہو گیا ہو اراضی زرعی کی نوعیت کی نسبت تحقیقات کرنے کی ضرورت ہمیشہ کو رہے گی اور نیز اضلاع کے کوائف کی تشریح جو کہ بعض صوبجات میں باقاعدہ طور پر کیجاتی رہی ہے اب ہر ایک صوبہ میں بلحاظ مقامی حالات اور عملہ دیہی کے صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین کی عام نگرانی میں مکمل طور پر ہونی چاہئے ساتھ ہی اس کے گورنمنٹ عالیہ ہند اس امر کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ طریق مالگذاری میں جائز حد تک نرمی کے برتاؤ کو عمل میں لانے کے لئے ایسی تحقیقات اور قسم بندی کا شروع میں کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہہ کارروائی صرف اُس حد تک مفید ہی جہاں تک کہ اس کی وجہ سے افسران ضلع کی توجہ اُن اضلاع کے ایسے حصص کی طرف مبذول کی جاتی ہے جو ایسی توجہ کے محتاج ہوں لیکن ایسی کارروائی (یعنی تحقیقات اور قسم بندی) انتظام مالگذاری کے متعلق صرف بطور ایک عام ہدایت کے کام میں آسکتی ہے۔ مقامی آفات۔ مثلاً ژالہ باری کی وجہ سے محفوظ اور غیر محفوظ علاقہ جات پر برابر اثر پڑتا ہے۔ لیکن عالمگیر آفتیں مثلاً امساک باران اور قحط بہت کچھہ ایسی تمیزوں کو نیست و نابود کر دیتی ہیں جو کہ پیشتر قائم کی گئی ہوں۔ اس طرح کی قسم بندی کے لئے جو ہدایات ۱۸۸۲ء میں مدنظر رکھی گئی ہیں یہہ ضروری ہے کہ وہ کسی خاص رقبہ میں فصل کے نہ ہونے کے امکان کی نسبت ایسے قیاس پر مبنی ہو جو پیشتر سے کیا گیا ہو اور ایسے قیاس کے واقعات کی تردید کر سکتے ہیں بجائے اس کے ضروری امر یہہ ہے کہ ایسی خراب فصل کی نسبت جو فی الواقع پیش آئی ہو شروع ہی میں پوری پوری اطلاع حاصل کی جائے اور اس قسم کی اطلاع کا ذریعہ عملہ جات مال ہو سکتی ہیں جہاں کہ مناسب عملہ مال موجود نہ ہو ایسی اطلاع کے لئے مصالح بھی بہم نہیں پہنچتا اور جہاں کہ ایسا عملہ مال موجود ہو افسران ضلع کی معمولی نگرانی سے کمی پیداوار کی بابت باخبر اطلاع یقیناً حاصل ہو جائے گی لہذا اس امر کی ہدایت کرنے کے بغیر کہ رقبہ جات کی باضابطہ قسم بندی کو جو بذریعہ رزولیوشن مصدرہ ۱۸۸۲ء تجویز کی گئی تھی نظرانداز کیا جاوے۔ گورنمنٹ عالیہ ہند اس امر کو ذہن نشین کرانا چاہتی ہے کہ ایسی قسم بندی معاملہ کی معافی اور التوا کے متعلق انتظامات کا ضروری جزو نہیں ہے اور یہہ انتظامات کو کسی ضلع یا صوبہ میں بدیں وجہ معطل کرنا یا اس میں دیر کرنا نہیں چاہئے کہ رقبہ جات کی قسم بندی پوری نہیں ہو چکی ہے ؛

۳۔ انتظام مالگذاری میں رعایت کے سوال پر بالعموم بحث کرتے وقت یہہ نہایت ضروری ہے کہ اس تمیز کا لحاظ رکھنا جو کہ "رعایت تشخیص معاملہ" اور "رعایت تحصیل معاملہ" کے مابین جو تمیز ہے اس کا لحاظ رکھا جائے اگرچہ پیشتر اس کے مضمون مذکور پر غور کرنے کے وقت اکثر نظرانداز کیا گیا تھا پہلی صورت میں مطالبہ سال بسال حسب قاعدہ غیر مستقل ہوتا ہے۔ اور دوسری صورت میں مطالبہ تو مستقل ہوتا ہے لیکن خاص تحصیلوں میں مطالبہ واجب ادا کو التوا یا معاف کیا جاتا ہے پہلی صورت تشخیص معاملہ کا ایک طریق ہے اور دوسری صورت ایک غیر معمولی رعایت کا کرنا ہے۔ موجودہ صورت میں گورنمنٹ ہند کا یہہ منشاء نہیں ہے کہ تشخیص معاملہ یا رعایت کے سوال کو زیر بحث لایا جائے اور نہ ہی گورنمنٹ ممدوح کا یہہ ارادہ ہے کہ رزولیوشن ہذا میں اس بارہ میں کوئی باضابطہ اظہار رائے کیا جائے۔ معاملہ غیر مستقل کے اصول کو چونکہ اب بہت سی لوکل گورنمنٹوں نے عملی طور پر تسلیم کر لیا ہوا ہے۔ لہذا اس اصول پر ہندوستان کے اکثر اُن علاقہ جات میں جہاں کہ فصلوں کی حالت غیر یقینی ہوتی ہے پہلے سے ہی عملدرآمد ہو رہا ہے اور اس کے دیگر مقامات پر توسیع کا امکان ایک ایسا سوال ہے جس پر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت موقع علیحدہ توجہ کی جائیگی۔ لہذا رزولیوشن ہذا کے باقی حصہ سے یہہ مراد لینی چاہئے کہ رعایت تشخیص معاملہ کے سوال سے اس رزولیوشن کا تعلق نہیں۔ بلکہ یہہ کہ اس کا تعلق ان سوالات سے ہے جو کہ تحصیل معاملہ میں رعایت کرنے سے متعلق ہیں یعنی ایسے سوالات جو معاملہ (اراضی مستقل) کے التوا و یا معافی سے تعلق رکھتے ہیں ؛

۴۔ ان سوالات کی نوعیت میں کچھہ نہ کچھہ فرق پڑ جاتا ہے جب کہ ان کا تعلق "عالمگیر آفتوں مثل قحط امساک باران اور فصلوں کا عموماً نہ ہونا اور یا "مقامی آفتوں" سے ہو جو ژالہ باری۔ طوفانوں ٹڈیوں۔ وغیرہ کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں۔ لہذا پہلے اس ضابطہ کو بیان کیا جائیگا جو کہ اول الذکر (عالمگیر آفتوں کے) سوالات کے مناسب ہے (فقرہ ۵۔ ۱۷) اور اس خاص کارروائی کی نسبت پیچھے غور کیا جائے گا جس مقامی آفت کی صورت میں ضرورت پڑتی ہے (فقرہ ۱۸)؛

۵۔ لہذا پہلے "عالمگیر" آفات کے سوال پر غور فرماتے ہوئے جناب نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل اس اصول پر زور دیتے ہیں کہ رزولیوشن ہذا سب سے پہلے ان صورتوں سے متعلق ہے جن میں مالگذار کو کسی قاعدہ یا معاہدہ کی رو سے اپنی زمین کی نسبت مستقل جمع مشخصہ بندوبست میں کمی کرانے کا کوئی حق حاصل

نہ ہو۔ معاملہ کی تشخیص ہر صورت میں اس طریق سے کی جاتی ہے کہ جہاں تک تشخیص کنندہ عہدہ داران غور و فکر کر سکتے ہیں تا دوران میعاد بندوبست فصلوں کے معمولی اختلافات کو ملحوظ خاطر رکھ کر اور مجرا دے کر تشخیص کی جاتی ہے۔ لہٰذا اصولاً اچھی اور بری ہر دو فصلوں پر معاملہ ادا ہونا چاہئے۔ لیکن تجربہ سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مالگذار سے یہہ توقع کرنا بعید از امید ہے کہ وہ عمدہ فصل کے موقع پر ایسے ذرائع کا انتظام کرینگے جن سے وہ نہایت خراب موسموں میں گھاٹا پورا کر سکیں۔ اور زراعت پیشہ آبادی کی حالت کی بابت جملہ تحقیقات سے جو کی گئی ہے وہ خراب نتائج ظاہر ہوتے ہیں جو خراب فصلوں میں وصولی معاملہ میں سختی کے برتاؤ سے پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا گورنمنٹ نے پچھلے بہت سے سالوں سے اس امر کی ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے کہ التوا اور معافی معاملہ کا ایک ایسا باقاعدہ طریق جاری کیا جائے جو کہ ایسے فصلوں کے لئے موزون ہو۔ گورنمنٹ عالیہ ہند کا یہہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ اس طریق کی وجہ سے جو گورنمنٹ ممدوح نے رزولیوشن ہذا میں منظور فرمایا ہے معاملہ مستقل کی تحصیل میں کسی طرح کی لاپرواہی یا کوتاہی کی جاوے اور نہ ہی گورنمنٹ موصوف کا یہہ مقصد ہے کہ مجوزہ طریق التواء و معافی معاملہ زمین کو انتظام مالی کا ایک باقاعدہ جزو سمجھا جاوے۔ البتہ اس طریق کو مالی پالیسی کا ایک ضروری جزو سمجھ کر اختیار کیا جاوے گا۔ لیکن محض بطور ایک رعایت کے نہ کہ بطور ایک حق کے اس کو تسلیم کیا گیا ہے اور یہہ رعایت محض ایسی خاص آفت کی صورت میں کی جائے گی جس کی شدت کی وجہ سے معاہدہ بندوبست میں نرمی کا استعمال کیا جانا مناسب اور ضروری ثابت ہو۔ یہہ بات درست ہے کہ جن مقامات میں مستقل بندوبست ہے وہاں بھی بعض حصوں کی نسبت دوسروں میں امداد کی ضرورت زیادہ تر محسوس ہو گی اور ایسے علاقہ جات ہیں جن کی حالت نہایت نازک ہے اور جن کی نسبت غیر مستقل بندوبست کا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا گیا۔ ایسی امداد کی انتظامیہ طور پر اکثر ضرورت پڑتی ممکن ہے۔ لیکن ایسے علاقہ جات کی نسبت بھی گورنمنٹ ہند کا ہرگز یہہ منشاء نہیں ہے کہ مستقل جمع کے عام اور یقینی اصول کو جو کہ گورنمنٹ کے انتظام مالی کی بنیاد ہے ترک کیا جاوے۔ باایں ہمہ گورنمنٹ ممدوح جملہ صورتوں میں اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ خود گورنمنٹ کے مالیہ کے فائدہ کے لحاظ سے بھی اس امر پر جس کو متبرک معاہدہ بندوبست کہتے اصرار کرنا یا کاشتکار پر جملہ صورتوں میں خواہ وہ کیسی ہی خراب کیوں نہ ہو ادائیگی معاملہ یا لگان پر زور دینا مصلحت نہیں ہے اور گو کہ کاشتکار سے اس امر کی امید کرنا کہ وہ معمولی سالوں میں اچھی اور بری ہر دو فصلوں کا ذمہ دار ہو جائز اور مناسب ہے۔ لیکن کاشتکار سے اس امر کی توقع کرنا بعید از امید ہے کہ وہ ایسے سالوں میں بھی جبکہ فصل اس کے اپنے گذارہ کے لئے بھی بمشکل اکتفا کر سکتے ہوں مستقل معاملہ کو ادا کریگا اور ادائیگی معاملہ کے لئے ایسے حالات میں زور نہیں دینا چاہئے جبکہ ادائیگی کی وجہ سے ایک اوسط درجہ کے دور اندیش اور محتاط کاشتکار مجبوراً آیندہ کے لئے اپنے آپ کو دیوالیہ بننے کے معرض خطرہ میں ڈالے۔

۶۔ التواء اور معافی معاملہ کے عطا کرنے کی عام غرض اوپر بیان کر دی گئی ہے۔ اب باقی رہا یہہ امر کہ اس طریق کو متعین کیا جاوے جس میں اس بارہ میں عملی طور پر کارروائی کرنی چاہئے۔ پس گورنمنٹ عالیہ ہند کی یہہ خواہش نہیں ہے کہ اس مضمون پر عملدرآمد کرنے کے لئے مفصل قواعد ضابطہ تجویز کئے جاویں۔ لیکن گورنمنٹ ممدوح اس امر کو ضروری خیال فرماتی ہے کہ ان بڑے بڑے اصولوں کی نسبت جن پر انتظام کرنا لازم ہے اپنے خیالات سے لوکل گورنمنٹوں کو مطلع کر دے اور لوکل گورنمنٹوں کو ایسے عملی قواعد کے متداول کرنے کا فرض تفویض کر دے جو حتی الوسع مقامی حالات کے مطابق ان اصولوں سے موافق ہوں جو نہ رزولیوشن ہذا میں تجویز کئے گئے ہیں مضمون ہذا پر بحث کرنے میں یہہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی نسبت گورنمنٹ ہند کی منشاء کو علیحدہ بیان کیا جاوے۔

(۱) کم از کم کس قدر مجموعہ رقبہ کو امداد عطا کی جاوے گی؟

(۲) یہہ سوال کہ معافی معاملہ سے پیشتر کیا معاملہ عموماً التواء کرنا چاہئے۔

(۳) کمی پیداوار فصل کا وہ درجہ جس کی رو سے عطیہ امداد جائز خیال کرنا چاہئے؟

(۴) مختلف درجوں کی کمی پیداوار فصل کے لئے میعاد امداد۔

(۵) وہ حکام جن کو امداد کی منظوری دینے کا اختیار دیا جاوے۔

(۶) وہ حالات جن کی رو سے معافی مطالبہ جائز ہو گی۔

(۷) معاملہ التواء شدہ کی تحصیل کا طریق۔

(۸) معاملہ کے التواء یا معافی کی تاثیر لگان پر اور علیٰ ہذالقیاس برعکس اس کے۔

(۹) وہ حد جس تک کہ معاملہ ادا کنندگان کے مابین تفریق کی جاوے۔

(۱۰) التواء یا معافی معاملہ کی تاثیر ایسی اراضیات پر جن کا معاملہ تفویض کیا جا چکا ہو۔

۷۔ (۱) ایسی آفت کی صورت میں جو کہ بہت حد تک پھیلی ہوئی ہو اور عام ہو یہہ ضروری ہے کہ امداد بجرت

تمام دی جاوے اور پوری جلدی کرنے کے لئے یہہ ظاہر ہے کہ کھیت وار تحقیقات کا کرنا ناممکن ہے جس حد تک کہ فی الفور امداد دی جاوے گی وہ ضرورتاً اُس اطلاع پر منحصر ہوگی جو کہ دیہات یا ایک ہی قسم کے دیہات کی جماعت کے لئے ایک ہی قسم کی ہونی چاہئے۔ اُن صوبوں میں جہاں کہ صاحب کلکٹر باختیارات خود معاملہ کے التواء کرنے کے مجاز نہیں ہیں اس بات کو صاف کر دینا بہتر ہوگا کہ ان کے اعلےٰ افسران کے ایسے احکام جن کی رو سے کسی علاقہ یا جماعت دیہات کے لئے ایک ہی قسم کی متناسب امداد عطا کی گئی ہو ان کو صاحب کلکٹر ایسی صورت میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ جبکہ اپنی رپورٹ کرنے کے بعد صاحب کلکٹر موصوف یہہ باور کرنے کے لئے وجہ معلوم کریں کہ کسی دیہات کے زراعتی حالات کی انہوں نے غلط رپورٹ کی تھی مثلاً ممکن ہے کہ عہدہ دار موصوف یہہ امر معلوم کریں کہ بعض دیہات کو علاقہ آفت زدہ میں غلطی سے درج کیا گیا ہے یا کہ وہ دیہات جن کے لئے افسر موصوف کا یہہ خیال تھا کہ نصف مطالبہ کا التواء کیا جانا کافی ہوگا جملہ مطالبہ کے التواء کی ضرورت رکھتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں عہدہ دار موصوف کو ایک ہی قاعدہ کا ایسا پابند نہیں کر دینا چاہئے کہ وہ ضروری رد و بدل بھی نہ کر سکے البتہ ایسا رد و بدل گاؤں کی زراعتی حالت پر مبنی ہونا چاہئے نہ کہ ادا کنندگان معاملہ کے حالات پر ؛

۸ - (۲) بعض صورتوں میں یہہ مناسب معلوم ہوگا کہ شروع سے معاملہ معاف کیا جاوے۔ مثلاً اگر معاملہ کی وہ رقم جس کی بابت یہہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ وصول نہ کی جائے ایسی ہو کہ لوگوں کی موجودہ حالت اور حال کی تواریخ کے لحاظ سے اور نیز بلحاظ قسم جمع اور علاقہ یہہ امر عملی طور پر یقینی ہو کہ بالآخر رقم مذکور کا وصول کرنا ناممکن ہوگا تو اس مطالبہ سے مالگذاروں کو جلد سبکدوش کر کے فوراً معاف کر دینا چاہئے۔ اسی طرح بعض علاقہ جات کے خاص حالات کی وجہ سے شروع میں ہی معاملہ کے معاف کر دینے کا قاعدہ قرین انصاف معلوم ہوگا لیکن بخیال اس امر کے کہ التواء معاملہ کے لئے حکم صادر کرنے کی نسبت معاملہ کے معاف کرنے کے معاملہ میں زیادہ تر احتیاط سے تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے یہہ ایک عام قاعدہ سمجھا جا سکتا ہے کہ عالمگیر آفت مصیبت کی حالت میں جبکہ فی الفور کارروائی کرنی ضروری ہو اولاً امداد التواء معاملہ کی صورت میں ہی عطا کرنی چاہئے ؛

۹ - (۳) ، گورنمنٹ عالیہ ہند اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ فصل کے خراب ہونے کا ایسا معیار مقرر کرنا ناممکن ہے جس کے لئے امداد کا عطا کرنا مناسب خیال کیا جانا چاہئے۔ یہہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ صرف ان آفات کو (معیار التواء دینے کا) تسلیم کیا جاوے جو ایسے شدید ہوں کہ جن کا عہدہ دار تشخیص کنندہ نے بندوبست کے وقت لحاظ نہ رکھا ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہہ اصول بذات خود درست ہے۔ لیکن یہہ ہر صورت پر حاوی نہیں ہوتا مثلاً ایک ایسے علاقہ کی صورت میں جس کی حالت پیداوار غیر مستقل ہو اور جہاں آٹھ آنہ فی روپیہ کی کمی پیداوار فصل ایک غیر معمولی بات نہیں خیال کی جاتی اور ایسی کمی پیداوار فصل کے سوال پر بوقت تشخیص معاملہ غور بھی کر لیا گیا ہو تو اس اصول پر ایسی کمی پیداوار فصل کے باعث امداد کا عطا کرنا غیر مناسب ہوگا۔ لیکن ایک زرخیز اور مستقل پیداوار کے علاقہ کی صورت میں جہاں کہ اسی قدر درجہ کی کمی پیداوار فصل پر بوقت تشخیص غور نہیں کی گئی کمی پیداوار مذکور اصول مندرجہ بالا کی رو سے ایسی خیال کی جاوے گی کہ اس کے لحاظ سے امداد عطا کرنی قرین انصاف ہوگی (اور جس علاقہ میں بارش کا ہونا یقینی امر ہو وہاں) کا شتکار باوجودیکہ اُن پر معاملہ سخت لگایا گیا ہو بہ نسبت ایسے علاقہ کے کاشتکاران کے جس کی پیداوار غیر مستقل ہو زیادہ تر خوشحال اور صاحب استطاعت ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ امداد دیتے وقت اس بات کا زیادہ خیال کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا تشخیص معاملہ فی نفسہٖ سخت ہے یا نہ بلکہ یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس معاملہ میں ان ذرائع سے کیا نسبت ہے جن سے یہہ ادا کیا جاتا ہے۔ الغرض گورنمنٹ عالیہ ہند نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ اُس نتیجہ کو جو ۱۸۹۲ء میں اخذ کیا گیا تھا اور جس کی کمیشن قحط ۱۹۰۱ء نے تائید کی تھی تسلیم کیا جاوے۔ یعنی یہہ کہ نصف معمولی فصل کی پیداوار کی صورت میں "بالعموم امداد کی ضرورت نہیں پڑیگی" اس میں کچھ شبہ نہیں کہ خاص علاقہ جات کے لئے یا خاص حالات کے لحاظ سے اس معیار میں تبدیلی کرنے کی ضرورت پڑنی ممکن ہے اور اس حالت میں اُن امور کو جو اوپر مذکور ہوئے ملحوظ رکھنا چاہئے لیکن جناب نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل خیال فرماتے ہیں کہ اس معیار پر بجز نادر صورتوں اور مستثنیٰ حالات کے برابر عمل کرنا چاہئے مگر اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ فصل کی پیداوار میں نصف سے زیادہ کمی کے ہونے کے باعث ہمیشہ ہی امداد کا دینا ضروری ہوگا کیونکہ اس بات کا دارومدار جس قدر کہ فصل زیر بحث کے اہم اور ضروری ہونے پر ہے اسی قدر ان فصلوں کی جنس پر ہے جو اس کے پہلے ہو چکی ہے ؛

۱۰ - (۴) ، گورنمنٹ عالیہ ہند اس بات سے پورے طور پر آگاہ ہے کہ پیداوار فصل کے نصف سے کم ہونے کی صورت میں معیار امداد کے فیصلہ کرنے کے بارہ

میں یہہ فرض کر لینا غلطی میں شامل ہے کہ کسی پیداوار کے مختلف درجوں کی نسبت کسی قاعدہ حساب کی بلا کم و بیش پوری پوری متابعت کرتے سے صحیح طور پر کارروائی کی جا سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے گورنمنٹ ممدوح اس بات کی بھی قائل ہے کہ بلا رہنمائی کسی حسابی معیار کے یہہ امر ناممکن ہے کہ امداد کے عطا کرنے میں کسی قسم کی مساوات کا یقین ہو سکے۔ لہذا گورنمنٹ موصوف گو کہ کسی قاعدہ حساب کی بلا کم و بیش پورے پورے طور پر پابندی کرنے کو نامناسب خیال فرماتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے گورنمنٹ ممدوح کی یہہ مستحکم رائے ہے کہ عام ہدایت کے لئے از روئے قاعدہ حساب معیار امداد تجویز کرنی چاہئے اور ہر ایک ضلع یا دیگر مناسب علاقہ کے لئے اس صورت میں ایک معیار قائم کرنی چاہئے جب کسی ضلع کا بندوبست کیا جاوے تو یہہ امر عموماً مناسب ہوگا کہ ضلع مذکور کی معیار کی نظر ثانی کرنا مہتمم بندوبست کا ایک فرض قرار دیا جاوے ؛

اس امداد کے درجہ کے جو کہ دیجانی ہو اور اس کمی پیداوار فصل کے درجہ کے جو کہ وقوع پذیر ہوئی ہو مابین مطابقت قائم کرنے کے لئے ایک ضروری اصول کو مد نظر رکھنا چاہئے یعنی یہہ کہ امداد کی مقدار اس نسبت سے زیادہ نہ ہونی چاہئے جس نسبت سے کہ پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے۔ کاشتکار کا اپنے اور اپنے کنبہ کے گذارہ کے لئے اس آمدنی پر انحصار ہوتا ہے جو کہ اس کے کھیتوں کی پیداوار میں سے رقوم واجب الادا کے منہا کرنے کے بعد باقی رہتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے گذارہ کے لئے جس قدر خرچ کی ضرورت پڑے گی وہ بہ نسبت خراب فصلوں کے عمدہ فصلوں میں زیادہ ہوگا۔ کیونکہ کاشتکار کو اچھی فصل کی نسبت خراب فصل میں تھوڑے میں گذارہ کرنا پڑتا ہے لیکن کاشتکار کے لئے گذارہ کا ایک اقل معیار ہے جس سے وہ کم خرچ نہیں کر سکتا اور یہہ معیار کچھ حد تک اس کی جماعت کے عام حالات اور عادات پر منحصر ہے۔ اور چونکہ اس حد تک کے گذارہ کے اخراجات دائمی اور ضروری ہیں۔ پس یہہ ظاہر ہے کہ چار آنہ کی فصل میں سے نصف بہت کم بچت ہوگی حالانکہ آٹھ آنہ کی فصل میں سے نصف ضرور بچ جاتی ہے اس لئے چار آنہ کی بچت سے لگان یا معاملہ ادا کرنا دشوار ہے۔ لہذا آخر الذکر صورت کی نسبت اول الذکر صورت میں دوگنی سے زیادہ امداد عطا کرنی چاہئے۔ پس گورنمنٹ عالیہ ہند کسی عام ہدایت کی غرض سے کسی معیار کو تجویز کرنے کی کوشش کرنے کے بغیر نقشہ مندرجہ ذیل کو ایسی صورت کی نسبت اول الذکر صورت میں دوگنی سے زیادہ امداد عطا کرنی چاہئے۔ پس گورنمنٹ عالیہ ہند کسی عام ہدایت کی غرض سے کسی معیار کو تجویز کرنے کی کوشش کرنے کے بغیر نقشہ مندرجہ ذیل کو ایسی صورتوں میں جہاں کہ معمولی فصل کے نصف سے کم پیدا نہ ہونے کی حالت میں امداد نہیں دی جاتی ایک موزوں نمونہ تجویز فرماتی ہے:۔

فصل (معمولی ۱۶ آنہ)	معیار امداد
چھ آنہ لیکن آٹھ آنہ سے کم	۲۵ روپیہ فیصدی
چار آنہ لیکن چھ آنہ سے کم	۵۰ ایضاً
چار آنہ سے کم	۱۰۰ ایضاً

علاوہ بریں مندرجہ بالا نقشہ اس تفصیل کی حد خیال کیا جا سکتا ہے جو کہ گورنمنٹ ہند ایسی معیاروں کے لئے قابل اعتبار خیال فرماتی ہے اور گورنمنٹ ممدوح ایسے نقشہ جات امدادی کو غیر مناسب سمجھتی ہے جو کہ مندرجہ بالا قسم کے نمونہ سے زیادہ پیچیدہ ہوں ؛

باقی آیندہ نمبر میں

سندھ میں روئی کی فصل امسال دوگنی ہوگئی ہے یعنی ۲۲۷۰۰۰ ایکڑ تک پہنچ گئی ؛

دلچسپ معلومات

شہر بانتھ کے مسٹر ایچ چیشمن نے زمین میں پانی دریافت کرنے کا ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ اس آلہ میں پلاٹینم کی تاریں لگی ہوئی ہیں۔ یہہ تاریں سطح زمین پر لگادی جاتی ہیں۔ ان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں جگہ زمین میں پانی ہے یا نہیں اور کہ اگر ہے تو سطح زمین سے کسقدر دور گہرا ہے ؛

مردم شماری سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف بنگال ہی میں چار ہزار شیر خوار منکوحہ لڑکیاں ہیں اور ان میں ۶۰۰ ایک برس سے کم عمر کی ہیں جو سب کی سب بیوہ ہیں ؛

شکاگو میں وہ علما ماہرین جو زندہ جانور کی تشریح عمل جراحی سے کرنے میں بڑے مشاق ہیں اس بات کا تجربہ کر رہے ہیں کہ خراب شدہ انسانی دلوں کو از سر نو درست کر دیں۔ ان کے تجربوں سے انکو یہہ توقع ہوگئی ہے کہ وہ انسان کے اندر سے خراب شدہ دل نکالکر انکی بجائے تندرست اور نوجوان بندر کا دل لگا سکینگے ؛

تمام دنیا میں یہودیوں کے شمار کا اندازہ ۔ ۱۰۶۷۱۸۳۲ ہے۔ روس میں سب سے زیادہ یہودی آبادی ہے یعنی ۵۱۸۹۴۰۱۔ اس کے بعد آسٹریا ہنگری میں ۲۰۷۱۲۵۴۔ پھر صوبجات متحدہ امریکہ میں ۱۱۲۷۲۶۸۔ جرمنی میں ۵۸۶۹۴۸ - ٹرکی میں ۳۵۰۰۰۰۔ برطانیہ عظمہ میں ۲۷۶۶۱۴ - فرانس میں صرف ۸۰ ہزار۔ الجریا اور ٹیونس ۱۰۲۱۳۲ یہودی ہیں

ایک مکعب فٹ زمین ایک مکعب فٹ پانی سے ۵ ½ گنا زیادہ وزن میں ہے۔ ایک مکعب میل زمین کا وزن ۲۵۶۴۹۳۰۰۰۰۰ ٹن ہے۔ زمین کا حجم ۲۵۹۸۸۰۰۰۰۰۰۰ مکعب میل ہے۔ دنیا کا کل

وزن بلا اس کے کرہ ہوائیہ کے -
.... ۶۶۶۶۲۵ ٹن ہے
مگر اس کے ساتھ اس کے کرہ ہوائیہ کا وزن بھی شامل
لیا جاوے تو کل وزن ۶۶۶۶۲۵۵۸۱۹۶۰
ٹن ہوگا ؛

مردہ جی اٹھا - اخبار میور سٹینڈرڈ کا ایک نامہ نگار کرا ضلع قطمیوری مقام سے لکھتا ہے کہ یہاں کوگی نام کی ایک چالیس برس کی عورت کا مرغ روح ۱۶ اگست کی شب کو قالب عنصری سے پرواز کر گیا۔ نعش برآمدہ میں حسب رواج قوم بٹھا کر رکھی گئی ہاتھ پیر گلے میں ایک بانس لگا کر باندھ دیئے گئے - ۱۷ اگست کو برادری کے لوگ نعش اٹھانے کو جمع ہو گئے - عورتوں مردوں نے کہرام مچانا شروع کر دیا اسوقت مردہ عورت نے آنکھیں کھول دیں پھر ذرا دیر بعد بدن میں جان آگئی - یہہ حالت دیکھ کر لوگوں نے عورت کے ہاتھ پیر کھولدیئے - اور ایک کمرہ میں لٹا دیا اب یہہ عورت ہٹی کٹی ہے چلتی پھرتی اور گرھست کے کاموں کو اچھی طرح انجام دیتی ہے - کسی نے بہت درست کہا ہے ؎

مردے جی اٹھتے ہیں جب فضل خدا ہوتا ہے ؎

مہاراجہ سندھیہ اپنے دارالخلافہ سے چند میل باہر جا کر پرنس اور پرنسس آف ویلز کا استقبال کرینگے اور بڑے تجمل و شان سے قلعہ میں داخل ہوں گے اس اثنا میں ایک عظیم الشان دعوت اور غالباً دربار بھی ہوگا ؛

ہوشیارپور میں ہندوؤں کی طرف سے ایک گئورکھشنی سبھا قائم ہوئی ہے اور اسکی باضابطہ رجسٹری بھی کرائی گئی ہے ؛

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بچا رکھا ہوا ہے - کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پہ بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں - ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری والٹر جے - کلارک منیجنگ ڈائرکٹر
نولکھا لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۸؍
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۸؍ " ۸؍ " ۸؍
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸؍	۸؍	سے
چوتھائی کا	۸؍	سے	عہ
نصف کالم	سے	عہ	۸؍عہ
پورا کالم	عہ	۸؍عہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ور مابعد کے لئے ارفی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا ؛

(نوٹ) نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " معہ محصول ۸؍
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ضرورت

پنجاب کے ہندوستانی امیدواروں کے لئے ایک میموریل کے متعلق بائیبل کا امتحان - اس امتحان میں ۲۳ برس کی عمر کے اندر کے طلباء داخل ہو سکتے ہیں تمام پاس شدہ طلباء کو مبلغ اکیو پچاس روپیہ انعام اور خوبصورت سرٹیفکیٹ دیئے جائینگے - مضامین اور دیگر امور متعلقہ امتحان دریافت کرنے کے لئے جو ۱۹۰۶ء کی جولائی میں منعقد ہوگا ، ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرو ؛

پادری ایم - ای - وگرم پشاور

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینجر نور افشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم داؤ کے اہتمام سے چھپا